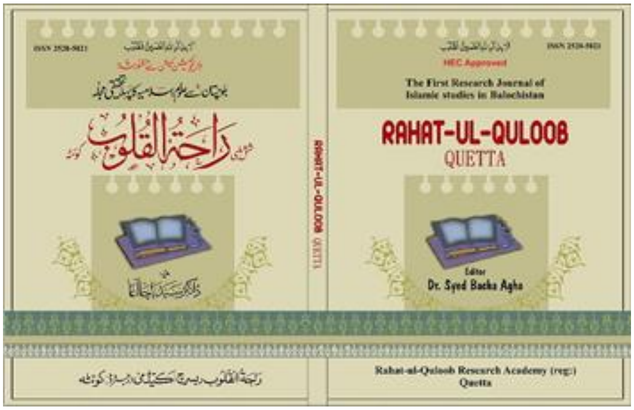

OPEN ACCESS

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

پاکستان اور معاصر مسلم ممالک میں کم سنی کی شادی: عصری تحدیات کا عمومی جائزہ

Child Marriage in Pakistan and Modern Muslim States: A General Review on Contemporary Challenges

AUTHOR

1. Dr. Ghulam Dastageer Shaheen, Chief Research Officer, Council of Islamic Ideology, Islamabad, Pakistan. Email: gdshaheencii@gmail.com
2. Bilal Hussain, Research Investigator Law, Council of Islamic Ideology, Islamabad, Pakistan. Email: hmbilal1204@gmail.com

How to Cite: Dr. Ghulam Dastageer Shaheen, & Hafiz Muhammad Bilal Hussain. (2022). URDU: پاکستان اور معاصر مسلم ممالک میں کم سنی کی شادی: عصری تحدیات کا عمومی جائزہ: Child Marriage in Pakistan and Modern Muslim States: A General Review on Contemporary Challenges. *Rahat-Ul-Quloob*, *6*(2), 62-73. https://doi.org/10.51411/rahat.6.2.2022/423

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/423

Vol. 6, No.2 || July–December 2022 || URDU-Page. 62-73

Published online: 04-08-2022

QR. Code

پاکستان اور معاصر مسلم ممالک میں کم سنی کی شادی: عصری تحدیات کا عمومی جائزہ

Child Marriage in Pakistan and Modern Muslim States: A General Review on Contemporary Challenges

[1]غلام دستگیر شاهین [2]بلال حسین

ABSTRACT

Marriage is a well-known and widely accepted social norm for establishing a family. One of the primary goals of Islamic law is to protect the family. Marriage contracts violating basic principles of Islamic jurisprudence cause serious difficulties with a wide range of social effects. Child marriage is endemic in many regions, but its worldwide persistence and rates of occurrence give it some of the characteristics of a pandemic. It is a highly intersectional human rights problem that negatively impacts their rights to health, education, equality, non-discrimination, and the right to live free from violence and exploitation. The practice of child marriage is sometimes referred to as "early or forced marriage," which is increasingly being recognized as a major obstacle towards developmental progress at national and international levels. It disrupts the educational, mental, and physical health of the spouses. They have a lack of knowledge about sexual and reproductive health and rights. The boy also goes into stress and is unable to manage marital life. Besides the school's drop, its stress leads to suicide and domestic violence. This issue needs a multi-dimensional approach involving local influencers such as religious leaders, the officials responsible for enforcing laws, and institutions at all administrative levels. Primarily, the legal framework for child marriage in Pakistan is challenging due to its attribution to religion. It is time to explore the Islamic legal jurisprudence on the regulation of this subject. It is highly necessary to underline the negative consequences of child marriage and the potential for changing attitudes and social norms about this practice. Although fines and punishments exist, laws on child marriage have little impact as they are not well enforced. The paper at hand will investigate the consequences of child marriage in Pakistani society. It will explore the Islamic rulings on the modern challenges to the child marriage issue. This study will review the recommendations of Muslim jurists, Muslim countries laws, and research entities to solve this matter. It will also analyze the Islamic legal provisions on the protection of children's rights and ensuring matrimonial freedom in Pakistan. This article will introduce suggestions to amend the laws regulating child marriage.

Keywords: Child Marriage, Children Rights, Contemporary Challenges, Islamic Law, Pakistan,

تمام مذاہب اور تہذیبوں میں شادی کے بندھن کو مقدس حیثیت حاصل ہے جس کے ذریعے خاندان کا ادارہ وجود میں آتا ہے۔ خاندان کی تشکیل کا یہ پہلا مرحلہ ہے جو مذہبی، اخلاقی، سماجی و معاشی اور قانونی پہلو رکھتا ہے۔ خاندان انسانی معاشرہ کی کلیدی اکائی ہے اس لئے

اسلامی قوانین نے اس کے تحفظ کو شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل کیا ہے۔ اسلام نے عائلی معاملات پر شرح وبسط کے ساتھ احکام بیان کئے ہیں اور کم سنی کی شادی کا حکم نہیں دیا بل کہ تحفظ حقوقِ اطفال کے پیشِ نظر استثنائی احوال میں اجازت دی ہے۔ علاوہ بریں خیارِ بلوغ کے حق کا استعمال نابالغ کے لئے تسلیم کیا ہے کہ وہ چاہے تو اپنے کم سنی کے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔ اس حقِ خیارِ بلوغ کے استعمال کی کیا صورت وضوابط ہیں یا کم سنی کی شادی کے مفاسد کے تناظر میں ریاست نکاح کی عمر کی تحدید کرے تو کیا یہ عمل غیر شرعی ہو گا؟۔ اب تک کم سنی کی شادی پر مرتب شدہ مقالہ جات کا دائرہ کار اس کے جواز اور عدم جواز تک محدود رہا ہے۔ اس موضوع کا معاصر فقہی و تقابلی مطالعہ ناپید ہے۔ اس مسئلہ کے قانونی تصفیہ کے لئے دیگر اسلامی ممالک کے نظام قوانین سے تقابلی جائزہ ناگزیر ہے۔ پاکستانی معاشرہ میں تحفظِ حقوق اطفال میں کم سنی کی شادی کا قانون نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ اس مقالہ میں کم سنی کی شادی پر عصری تحدیات اور اس کے منفی اثرات کے تدارک کی بابت اسلامی فقہی ضوابط پر گفتگو کی جائے گی۔ اس مقصد کے لئے جدید مسلم فقہاء، مسلم ممالک کے قوانین، اور تحقیقی اداروں کی سفارشات کا جائزہ لیا جائے گا۔ مقالہ ہذا میں ازدواجی آزادی کو یقینی بنانے سے متعلق اسلامی احکام کے تناظر میں پاکستانی قوانین کے لئے ترامیم وتجاویز مرتب کی جائیں گی۔

کم سنی کی شادی سے عمومی مفہوم 18 سال سے کم عمر شادی لیا جاتا ہے۔ اسے صغر سنی، کم عمری یا جبری شادی کہا جاتا ہے جسے قومی اور بین الاقوامی سطح پر ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ کے طور پر تسلیم کیا جا رہا ہے۔ کم سنی کی شادی کو بنیادی انسانی حقوق سے براہ راست منسلک مسئلہ قرار دیا جا رہا ہے۔ زوجین کی جنسی اور تولیدی صحت اور حقوق کی بابت کم علمی، ان کی تعلیمی، ذہنی اور جسمانی صحت کو متاثر کرتی ہے۔ علاوہ ازیں معاشی تناؤ کے نتیجے میں ازدواجی زندگی گھریلو تشدد اور استحصال کا شکار ہو جاتی ہے۔ بنیادی طور پر، پاکستان میں بچوں کی شادی کا قانونی ڈھانچہ مذہب سے منسوب ہے۔ اس مسئلے کو ایک کثیر جہتی نقطہ نظر کی ضرورت ہے جس میں مقامی اثر ورسوخ جیسے کہ مذہبی رہنما، قوانین کے نفاذ کے ذمہ دار اہلکار، اور تمام انتظامی سطحوں پر ادارے شامل ہوں۔ کم سنی کی شادی کی بابت پاکستان میں تعیینِ عمر کے قوانین مختلف ہیں۔ پہلا قانون چائلڈ میرج ریسٹرینٹ ایکٹ 1929ء برطانوی انتظامیہ نے پاس کیا تھا۔ اس میں لڑکیوں کے لیے شادی کی عمر 14 سال اور لڑکوں کے لیے 18 سال رکھی گئی تھی۔[1] یہ قانون اس وقت تک رائج رہا جب تک کہ وفاقی حکومت نے 2010ء میں 18 ویں ترمیم منظور نہیں کر دی۔ اب بچوں کی شادی ایک صوبائی مسئلہ بن گیا۔ صوبہ سندھ نے بچوں کی شادیوں کے خلاف قانون منظور کرنے میں پہل کی تھی۔ 2013ء میں پاس ہونے والے قانون میں بچوں کی شادیوں کو قابل دست اندازی پولیس جرم بنا کر پولیس کو اختیارات دے دیے گئے کہ وہ اس میں ملوث افراد کو گرفتار کر سکے۔ اسی قانون نے بچوں کی شادیوں کو ناقابل تصفیہ جرم قرار دیا تا کہ ملوث خاندان عدالت سے باہر معاملہ رفع دفع نہ کر لیں۔[2] صوبہ پنجاب نے 2015ء میں اپنا قانون نافذ کیا جس میں کی کم کم از کم حد 1961ء کے آرڈیننس والی رکھی گئی ہے۔ یہ پولیس کو بچوں کی شادی روکنے اور مقدمہ درج کرنے کا اختیار تو دیتا ہے مگر خود سے گرفتار نہیں کرنے دیتا۔[3] اس دوران خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں اب بھی 1929ء والا قانون رائج ہے جو کہ پولیس کو مقدمہ درج کرنے تک کا بھی اختیار نہیں دیتا۔ ان میں سے کسی بھی قانون میں ایسی شادی کے فسخ کرنے کے حوالے سے کوئی شق موجود نہیں۔[4]

کم سنی کی شادی اور اسلامی قانون

مسلم عائلی قوانین کی تفہیم کے لئے یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ اسلام عائلی قوانین کے اصول وضوابط مغربی نظام قوانین سے یکسر مختلف رکھتا ہے۔ جنسی مساوات، ازدواجی آزادی اور قانونی تدوین میں ریاستی اختیارات پر اسلامی فقہ کے اپنے اصول ہیں۔ کم سنی کی شادی کا مسئلہ اسلامی قانون کے اصول تعیین عمر، خیار البلوغ، اور مقاصدِ نکاح وغیرہ سے بلاواسطہ مربوط ہے۔ انسانی زندگی میں شادی کو اہم ترین پہلو قرار دیا ہے کہ یہ انسان کے لئے فطری بھی ہے اور تعلیمات وحی کا حصہ بھی ہے۔ اس کے لئے عربی لغت میں نکاح، عقد، زواج اور تزوج کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔[5] قرآن حکیم نے اس کی اہمیت کے تناظر میں "میثاق غلیظ" کی اصطلاح متعارف کروائی ہے:

"واخذن منکم میثاقا غلیظا"[6]

ترجمہ: اور وہ (تمہاری بیویاں) تم سے عہد واثق (پختہ عہد) بھی لے چکی ہیں۔

فقہاء کے نزدیک عام فہم تعریف کچھ یوں ہے:

"هو عقد شرعي يقتضي حل استماع كل من الزوجين بالآخر"[7]

ترجمہ: نکاح ایک دیوانی معاہدہ ہے جس کا مقصد زوجین کا ایک دوسرے سے (جنسی) فائدہ حاصل کرنا ہے۔

فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ:

"هو عقد يرد على ملك المتعة قصدا"[8]

ترجمہ: یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو عورت سے حصول تمتع کی خاطر مالک ہونے کے لئے کیا جاتا ہے۔

نکاح کی جامع تعریف یوں ہے کہ:

"انه عقد يفيد حل العشرة بين الرجل والمراة وتعاونهما من حقوق وماعليها من واجبات"[9]

ترجمہ: نکاح ایک ایسا شرعی (قانونی) معاہدہ ہے جس سے مرد وعورت کے درمیان جنسی تعلق جائز اور اولاد کا نسب صحیح ہو جاتا ہے اور زوجین کے درمیان دیوانی حقوق و فرائض پیدا ہو جاتے ہیں۔

فقہاء کرام نے شادی کو ایک دیوانی معاہدہ کی نوعیت سے تشبیہ دی ہے جس کی بنیاد پر معاہدہِ نکاح صحت و نفاذ کے لئے شروط بیان کی ہیں۔[10] ان شروط میں بلوغت یعنی پختہ عمری کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اسلامی قوانین میں نکاح کے لئے تصریحا کوئی خاص عمر متعین نہیں کی گئی، البتہ قرآن پاک نے مالی معاملات کے تذکرہ میں نکاح کی مناسب عمر کا ذکر کیا ہے کہ ایسی عمر جس میں رشد یعنی ذہنی پختگی حاصل ہو جائے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

"وابتلوا اليتامى حتى اذا بلغوا النكاح فان انستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم"[11]

ترجمہ: اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر تک پہنچ جائیں، پھر اگر تم ان کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال، ان کے حوالے کر دو"

امام سرخسی نے لکھا ہے کہ:

" انہ لایزوج الصغیر والصغیرۃ حتی اذا بلغوا لقولہ تعالی" حتی اذا بلغوا النکاح" فلو جاز التزویج قبل البلوغ لم یکن لھذا فائدۃ[12]

ترجمہ: کم سن بچے اور بچی کا نکاح بلوغت سے قبل نہ کروایا جائے کیوں کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے حتی اذا بلغوا النکاح۔ اگر بلوغت سے قبل نکاح جائز ہوتا تو پھر اس حکم کا کوئی فائدہ نہیں رہتا۔

گویا اس آیت میں عمومی اصول بیان کر دیا گیا ہے، اب کم سنی کی شادی کا جواز استثنائی احوال پر مبنی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ کم سنی کی شادی کی تفہیم کے لئے اسلامی قانون کے اصول خیار البلوغ، اصول ولایت، اصول کفاءت اور اصول اہلیت کی فہم ناگزیر ہے۔ علاوہ ازیں عصر حاضر کی تحدیات اور سماجی و معاشی تناظر میں اس مسئلہ کو جانچنا بھی اہم امر ہے۔

فقہی مباحث میں کم سنی کی شادی

اسلامی قوانین میں شادی کی اہلیت پر مباحث موجود ہیں، جن میں بلوغت، عمر کی پختگی، اور معاشی صلاحیت وغیرہ شامل ہیں لیکن کم سنی کی شادی کی ترغیب و تحسین نہیں ملتی۔ جمہور فقہاء کم سنی کی شادی کو جائز قرار دیتے ہیں بشرط یہ کہ وہ شادی ولی یا سرپرست کی طرف سے منعقد کی جائے اور بچے کے مفاد کے خلاف بھی نہ ہو۔[13] شافعی اور حنبلی فقہاء کا ایک قول یہ ہے کہ ولی صرف کنواری نابالغ بچی کا نکاح کر سکتا ہے بصورتِ دیگر وہ خود اپنے نکاح کا فیصلہ کرے گی۔[14] علاوہ ازیں ابن شبرمہ، عثمان البتی، اور ابو بکر العاصم نے جمہور کے برعکس کم سنی کی شادی کو مطلقاً باطل قرار دیا ہے۔ جمہور فقہاء نے سورۃ نساء میں یتامی کی بابت نکاح اور بلوغت کے ربط کو صرف مال لوٹانے پر محدود کیا ہے جب کہ ابن شبرمہ اور ابو بکر العاصم وغیرہما نے اس سے نکاح کی صحت کا استدلال بھی کیا ہے۔ بنابریں ان کے نزدیک نکاح کے بنیادی مقاصد، افزائش نسل، نفسانی خواہشات کی تکمیل وغیرہ کم سنی کی شادی سے ممکن نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کم سنی کی شادی خیارِ بلوغ کے استعمال پر موقوف ہے، لہٰذا بلوغت سے قبل نکاح بے مقصد ہے۔[15]

ولی یا سرپرست کا اختیار اور خیارِ بلوغ کا استعمال

قبل از بلوغت بچہ اپنے ولی یا سرپرست کی نگرانی میں اپنے امور کی انجام دہی کرتا ہے۔ عام مفہوم میں ولی کی اس نگرانی کو اختیار سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ ولی بچے کے امور میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہے جیسا کہ اس کا نکاح کرنا وغیرہ ایسے اختیار کو فقہی کتب میں ولایۃ الاجبار سے موسوم کیا گیا ہے۔ اگرچہ کئی فقہاء نے اسے اختیار کی بجائے اس کی ذمہ داری سے تعبیر کیا ہے جس کی ادائیگی کی کچھ شرائط بھی ہیں جیسا کہ ولی نابالغ کا نکاح صرف اس کے مفاد میں ہی کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں بلوغت کے حصول پر ولی کا یہ اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح والد کی ولایت پر تمام فقہاء متفق ہیں لیکن دیگر رشتہ داروں کی ترتیبِ ولایت میں اختلافی مباحث پائی جاتی ہیں۔[16] جب کوئی بھی ولی نہ ہو تو قاضی / ریاست کے پاس ولایت ہوتی ہے ایسی صورت میں نابالغ کی شادی صرف ناگزیر احوال میں ہی کی جاسکتی ہے۔[17] مزید برآں ولی یا سرپرست کے لئے جسمانی و ذہنی صحت، عدالت اور علتِ شفقت جیسے امور کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے اختیار کا غلط یا سوء استعمال نہ کرے اور بچے کے حقوق و مفادات کا تحفظ یقینی ہو سکے۔[18] خیارِ بلوغ کا استعمال لڑکا اور لڑکی دونوں کر سکتے ہیں لیکن بالخصوص لڑکی کے حقوق کو زیادہ تحفظ دیا گیا ہے، کیوں

کہ ایسے نکاح سے خلاصی کے لئے لڑکے کے پاس تو طلاق کا حق بھی ہے۔۔کم سنی کے ساتھ جبری شادی کی صورت میں بھی خیارِ بلوغ کا حق استعمال کیا جاسکتا ہے۔[19]

الازہر یونیورسٹی کا کم سنی کی شادی پر فتوی

جامعہ ازہر سے 24/ مارچ2014ء کو کم سنی کی شادی کی جاری ہونے والے فتوے میں بابت لکھا کہ قرآن وسنت نے کہیں بھی شادی کی عمر کی تحدید نہیں کی، اور نہ ہی کم سن لڑکے یا لڑکی کی شادی کو لازم قرار دیا ہے اور نہ ہی کرنے سے منع کیا ہے، اس سلسلے میں جو کچھ بھی نصوص میں آیا ہے، وہ اباحت کے قبیل سے ہے، شریعت نے یہ معاملہ عوام الناس کی مصلحت پر چھوڑ دیا ہے اور مصلحت کے پیش نظر حکومتِ وقت کو شادی کے لیے عمر کی حد مقرر کرنے کی اجازت دی ہے۔ مزید برآں2017ء میں شیخ الازہر نے "خواتین کے حقوق ومسائل" سے متعلق اپنے ایک بیان میں واضح کیا کہ جامعہ ازہر شادی کی کم از کم عمر کی حد18 سال کی حمایت کرتی ہے۔۔[20]

اسلامی کانفرنس(او آئی سی)خرطوم اعلامیہ

خرطوم اعلامیہ میں تمام اسلامی ممالک بشمول پاکستان کو تلقین کی گئی ہے کہ تحفظ حقوق اطفال کے حوالے سے لڑکیوں کے خلاف تمام اقسام کے امتیازی سلوک، کم سنی کی شادی اور لڑکیوں کے ختنے جیسی مضر روایات ورسوم کے خاتمے کیلئے ضروری اقدامات اٹھائے جائیں۔[21]

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج کے تحقیقی نکات

ممتاز معاصر مذہبی سکالر ڈاکٹر محمد شکیل اوج(مرحوم)کم سنی کی شادی کے مسئلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

1. نکاح ایک ایسا سماجی معاہدہ ہوتا ہے جس میں دو عاقل وبالغ افراد شریک ہوتے ہیں، لہٰذا دو غیر عاقل افراد کا معاہدہ کوئی تیسرا کیسے کروا سکتا ہے، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں رائج ہے۔
2. اسلامی تعلیمات کے مطابق نابالغ افراد کے نکاح کو روکا جانا چاہیے اور بلوغ سے مراد یہ ہے کہ عقلی اور جسمانی دونوں طرح کا بلوغ ہو جائے۔
3. نکاح کا تعلق بلوغ سے ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ۔[22] آیت میں نکاح کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح اور بلوغ باہم مستلزم ہیں۔
4. کم عمری میں شادی نہ کرنے کا اشارہ ایک اور آیت فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ۔[23] سے بھی حاصل ہوتا ہے کہ اس میں نکاح کا امر ہے اور امر کا مخاطب نابالغ نہیں ہوتا نیز اس میں "النساء" کے لفظ سے اشارہ ہے کہ وہ مکمل عورت ہو نہ کہ بچی ہو۔
5. ایک اور آیت بھی کم سنی کی شادی کے خلاف دلیل بن سکتی ہے:يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا۔[24] اس میں بڑی عمر کی عورتوں سے زبردستی نکاح کرنے کی ممانعت ہے تو نابالغ بچیوں سے نکاح کرنا بدرجہ اولی ممانعت میں آئے گا۔[25]

ماہر فقہ و قانون دان عمران احسن خان نیازی

عمران احسن نیازی نے کم سنی کی شادی کی بابت درج ذیل نکات کی نشاندہی کی ہے؛

1. قرآن وحدیث سے کم سنی کی شادی کی جو اجازت معلوم ہوتی ہے، یہ متفق علیہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے چند صحابہ کرام نے اگر اس پر عمل کیا ہے تو دیگر متعدد صحابہ کرام نے اس پر عمل نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فہم کے مطابق یہ اجازت چند مخصوص حالات کی وجہ سے تھی۔
2. یہ بھی ممکن ہے کہ تفصیلی احکامات نازل ہونے سے قبل اس کی اجازت ہو بعد میں اس سے منع کر دیا گیا ہو۔
3. اگر یہ اجازت برقرار رہی تو یہ اجازت اس مخصوص رواج اور عرف کی وجہ سے تھی جو اس وقت رائج تھا۔[26]

کم سنی کی شادی کے مفاسد

کم سنی کی شادی کے مفاسد پر حضرت مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ صغر سنی کے نکاحوں میں عام طور پر جو خرابیاں دیکھی جاتی ہیں، ان کے پیش نظر اس کی حوصلہ افزائی تو بے شک نہ ہونی چاہیے، ترغیبی صورتیں اس کے انسداد کی اختیار کی جائیں تو بہتر ہے مگر قانونی پابندی لگا کر قرآن کے حلال کو حرام و جرم قرار دینا قرآن کی مخالفت ہے جو کسی طرح گوارا نہیں کی جاسکتی۔ پھر عائلی قانون نے جو سولہ سالہ نکاح کی عمر مقرر کی ہے تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے کہ لڑکی عموماً تیرہ چودہ سال کی عمر میں اور لڑکا چودہ پندرہ سال میں بالغ ہو جاتے ہیں۔ بلوغ کے بعد بھی دو تین سال تک ان کو نکاح سے قانوناً روکنا بسا اوقات ان کے لیے ارتکابِ حرام کا سبب بن سکتا ہے جس کے روکنے کے لیے ہمارے قانون میں کوئی دفعہ نہیں۔ یہ کس قدر شرمناک معاملہ ہوگا کہ ایک مسلمان لڑکا یا لڑکی زنا کرے تو قانون اس کو کچھ نہ کہے اور نکاح کرے تو اس پر سزا جاری ہو۔ بعض اوقات لڑکی یا لڑکے کے اولیاء کوئی خرابی محسوس کر کے اس کا فوراً نکاح کر دینا ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ اس قانون کی رو سے وہ پابند ہوں گے کہ ان کو حرام کاری میں مبتلا ہوتے ہوئے دیکھتے رہیں، نکاح نہ کر سکیں۔ چوں کہ صغر سنی کا نکاح بچوں کے اولیاء کرتے ہیں، اس میں احتمال ہے کہ بچوں کے مصالح کی پوری رعایت نہ ہو، اس لیے شریعت اسلام نے اس کا تدارک یہ کر دیا ہے کہ بالغ ہونے کے بعد ان کو اپنا نکاح فسخ کرانے کا اختیار دے دیا ہے۔ البتہ باپ اور دادا کی شفقت بھی اولاد پر غیر معمولی ہوتی ہے اور اولاد کے مصالح کو اولاد سے بھی زیادہ یہ جانتے سمجھتے ہیں، اس لیے باپ دادا کے کیے ہوئے نکاح کو فسخ کرانے کا اختیار عام طور پر نہیں دیا گیا۔ مگر اس میں بھی اگر کسی موقع میں یہ ثابت ہو جائے کہ باپ یا دادا نے کسی اپنی نفسانی غرض یا لالچ کے سبب اولاد کا نکاح نابالغی میں کر دیا ہو تو قاضی یا مسلم حاکم اس کو بھی فسخ کرا سکتا ہے۔ اس خیار فسخ کی وجہ سے وہ تمام خرابیاں دور ہو سکتی ہیں جو کم سنی کی شادی سے تصور کی جاتی ہیں۔ بلاشبہ بہت سی برادریوں میں جو صغر سنی کی حالت میں نکاح کا رواج ہے، اس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں، بہت سی لڑکیوں کی پوری زندگی تباہ ہو جاتی ہے لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ ہر برائی کو صرف قانون اور سزا ہی کے ذریعے روکنے کا اصول صحیح نہیں اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ برائی کو روکنے کے لیے کافی بھی نہیں۔ بہت سی برائیاں جو انسانی معاشرے میں پیدا ہوتی ہیں، ان کا صحیح علاج بجز ذہنی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس معاملہ میں بھی اگر نشر و اشاعت کے تمام وسائل سے عوام کو ان مفاسد سے آگاہ کیا جائے اور جن برادریوں میں اس کا زیادہ رواج ہو، ان کو اجتماعی طور سے سمجھایا جائے تو کوئی بعید نہیں کہ وہ اس غلطی سے باز آجائیں لیکن قانونی طور پر کم سنی کی شادی کو قابل سزا جرم قرار دینا مناسب نہیں ہے۔ اسلام نے انہیں مفاسد کی اصلاح کے لیے یہ قانون پہلے سے بنایا ہوا ہے کہ اگر نابالغ لڑکے یا لڑکی کے اولیاء صغر سنی میں ان کا نکاح کر دیں تو یہ لڑکا لڑکی بالغ ہوتے ہیں فوراً

اس نکاح کے فسخ کا اعلان کر لیں۔[27]

کم عمری میں شادی سے لڑکیاں نہ صرف تعلیم کے مواقع حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہیں، بلکہ کم عمری میں حمل اور زچگی سے ان کی زندگی کو بھی خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ ایسی شادی سے ناموافق صورتحال کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جس سے لڑکیوں کے سیکھنے، نشو ونما پانے جیسے بنیادی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ اس وقت صورت حال زیادہ اذیت کا باعث بن جاتی ہے جب زوجین کے مابین عمر کا تفاوت مناسب نہیں ہوتا اور صحت مندانہ ازدواجی تعلقات استوار نہیں ہوتے۔ یہ بات واضح ہے کہ کم عمری کی شادی بعض اوقات ناگزیر ہوتی ہے لیکن ایسی شادیاں بالخصوص لڑکیوں کے لیے قاتل اور ان کی زندگیوں کو تباہ کر دینے والی ہے۔ سب سے زیادہ تو اس کا نقصان کمسن لڑکی کے لیے جسمانی اور طبی لحاظ سے ہے۔ اس لیے کہ جدید طبی تحقیقات سے ثابت ہے کہ لڑکی کے بدن کی نشو و نما اٹھارہ برس کی عمر تک ہوتی رہتی ہے۔ وہ پندرہ سولہ سال کی عمر میں جوان ضرور دکھائی دیتی ہے، لیکن رحم اور بیضہ دانی کی نشو و نما اٹھارہ برس تک ہوتی رہتی ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں اس حوالے سے کام ہو رہا ہے اور کم سنی کی شادی کے مندرجہ ذیل نقصانات / مسائل کی نشان دہی کی گئی ہے:

(الف) نفسیاتی بیماریاں

(ب) ذہنی بیماریاں

(ج) طلاق کی شرح میں اضافہ

(د) گھریلو تشدد

(ھ) احساس کمتری

(و) رحم وشرمگاہ کی بیماریاں وغیرہ "Improving the Choices and Opportunities for Adolescent Girls"[28]

لڑکی اگر اٹھارہ برس سے کم عمر میں ماں بن جائے تو اس کو درج ذیل نقصان پہنچتے ہیں:

1: لڑکی کے بدن کی نشو و نما رک جاتی ہے۔

2: چونکہ اٹھارہ برس کی عمر میں رحم اور بچہ دانی جیسے بچہ جننے کے کچھ اعضاء کی نشو و نما مکمل نہیں ہوتی، اس سے حمل اکثر گر جاتا ہے۔ ماں بننے میں دقتیں پیش آتی ہیں۔

3: بچہ جننے میں رکاوٹ سے اندرونی اعضاء کو نقصان پہنچ سکتا ہے، جس سے مثانے اور اوجھڑی میں کمزوری آجاتی ہے۔

4: کم عمری میں مجامعت سے رحم کے دہانے میں کینسر کے امکانات بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ ہندوستانی عورتوں میں یہ کینسر کی ایک بڑی وجہ ہے۔

5 اس طرح کی شادی کی صورت میں عام طور پر حمل بہت جلد ٹھہر جاتا ہے، جس سے عورت کی صحت برباد ہو جاتی ہے اور وقت سے پہلے اس پر بڑھاپا طاری ہو جاتا ہے۔

لڑکا اور لڑکی کے لیے بلوغت کی عمر کا تعین نہیں ہو سکتا کیونکہ علاقائی موسم کے انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سرد علاقوں میں بچہ قدرے دیر سے بالغ ہوتا ہے جبکہ گرم علاقوں میں بلوغت کی عمر کو جلدی پہنچ جاتا ہے، اس لیے 18 سال بلوغت کی عمر مقرر کرنا مناسب نہیں۔

مسلم ممالک میں کم سنی کی شادی اور تعیین عمر

کم سنی کی شادی اس وقت قومی اور بین الاقوامی سطح پر موضوع بحث ہے اور اس کو انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھا جارہا ہے کہ شادی کے لیے رضامندی دونوں فریقوں کا حق ہے اور کم سنی میں اس حق کا استعمال مشکل ہے۔ دنیا کے مختلف مسلمان ممالک میں شادی کے لیے کم سے کم عمر کی حد متعین ہے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

بحرین کا قانون

بحرین کے عائلی قانون میں شادی کی عمر لڑکی کی 16 سال ہے اور اس سے قبل کی صورت میں شرعی عدالت سے اجازت لینے کی شرط عائد کی گئی ہے۔[29]

عراق کا قانون

عراق کے عائلی قوانین میں نکاح کی عمر 18 سال متعین ہے اور ناگزیر صورتوں میں عدالت ولی اور فریقین کی رضامندی سے اجازت دے سکتی ہے۔ علاوہ ازیں جسمانی و عقلی پختگی کی شرط بھی عائد کی گئی ہے۔[30] مزید برآں بغیر اجازت کم سنی کی شادی پر خیارِ بلوغ استعمال کرکے اسے فسخ کیا جاسکتا ہے لیکن کسی قسم کی سزا تجویز نہیں کی گئی۔[31]

ایران کا قانون

ایران کے قوانین میں نکاح کی کم از کم عمر لڑکی کے لئے 13 سال جب کہ لڑکے کے لئے 15 سال متعین کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ نابالغ کے نکاح کے لئے کسی مصلحت کا پایا جانا اور اس کی تائید عدالت سے ہونا ضروری ہے۔[32] اس قانون کی خلاف ورزی پر 6 ماہ سے 2 سال تک سزا اور جرمانہ بھی رکھا گیا ہے۔ اسی طرح اگر مجامعت کی وجہ سے عورت کا کوئی عضو ناقص ہو جائے یا وہ دائمی مریض ہو جائے تو شوہر کو ۵ سال سے ۱۰ سال تک قید بامشقت ہوگی، اور اگر مجامعت کی وجہ سے عورت فوت ہو جائے تو شوہر کو عمر قید بامشقت ہوگی، اسی طرح یہی سزا یا جرم میں معاونت کی سزا، نکاح خواں اور جو بھی اس شادی کرانے میں شریک یا عمل دخل رکھتا ہوگا، کے لیے مقرر ہے۔[33]

افغانستان کا قانون

افغانستان میں نکاح کی عمر لڑکی کے لئے 16 سال جب کہ لڑکے کے لئے 18 سال مقرر ہے البتہ استثنائی احوال میں کم عمری کی شادی کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ تاہم کم سنی کی شادی بچی کے صرف والد یا عدالت کے ذریعے منعقد ہو سکتی ہے۔[34]

پاکستانی قوانین اور کم سنی کی شادی

پاکستانی قوانین میں کم سنی کی شادی کو باطل نہیں قرار دیا گیا، البتہ اس امر میں ملوث افراد کے خلاف مجرمانہ کاروائی عمل میں لائی جاتی ہے، جس کا بنیادی مقصد ایسی شادیوں کی حوصلہ شکنی کرنا ہے۔ The Child Marriage Restraint Act, 1929 کی دفعہ 2(اے) میں

کم سنی کی عمر لڑکے کے لئے 18 اور لڑکی کے لئے 16 سال رکھی گئی ہے۔ چوں کہ عورت کی بلوغت جلد ہوتی ہے، لہٰذا جنسی حقوق کا تحفظ بھی جلد فراہم کیا جانا چاہیئے، اس لئے اس کی عمر کم رکھی گئی ہے۔[35] اسی طرح اس قانون کی دفعہ 4 تا 6 کم سنی کی شادی کو جرم قرار دینے اور کاروائی عمل میں لانے کو بیان کرتی ہے۔[36] علاوہ ازیں The Dissolution of Muslim Marriage Act, 1939 کی دفعہ 2(vii) میں لڑکی کو خیارِ بلوغ کا حق دیا گیا ہے جس کے دو نکات قابل توجہ ہیں۔ اول یہ کہ اس میں شادی کسی بھی ولی نے کروائی ہو، والد ہی کیوں نہ ہو، اس میں بھی خیارِ بلوغ کا حق تسلیم کیا گیا ہے جو حقوقِ نسواں کے تحفظ کی بابت احسن اقدام ہوتا اگر اسے عدالتی تفتیش و تحقیق کے ساتھ مشروط کر دیا جاتا۔ دوم یہ کہ اس میں صرف لڑکی کو خیارِ بلوغ کا حق دینا اور لڑکے کو محروم رکھنا ایک امتیازی سلوک ہے۔[37]

کم سنی کی شادی کے اختتام کے لئے وجوہات کا ذکر کرنا یا عدالت کی کاروائی کی ضرورت نہیں ہے، البتہ پاکستانی قوانین میں کم سنی کی شادی کا اختتام بذریعہ خیارِ بلوغ کے لئے حسبِ ذیل شرائط رکھی گئی ہیں؛

1. کم سنی کی شادی 16 سال سے کم عمر میں منعقد ہوئی ہو۔
2. زوجین کے مابین جسمانی تعلقات قائم نہ ہوئے ہوں۔ (اگر جسمانی تعلق قائم ہوا ہو تو ایسے تعلق کو جبری تعلق تصور کیا جائے گا کیوں کہ کم سنی میں رضامندی کا عنصر مفقود ہوتا ہے)۔[38]
3. خیارِ بلوغ کا استعمال 18 سال سے پہلے ہو۔[39]

نتائج وسفارشات:

موجودہ قوانین میں تبدیلی لاکر انہیں مزید مؤثر بنانے، یا ان کا نفاذ یقینی بنانے کے لیے کئی تجاویز موجود ہیں۔ جیسے شادی کے وقت لڑکی کی عمر کی تصدیق کے لیے کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ یا کسی اور سرکاری دستاویز کا ہونا ضروری ہے تاکہ یقینی بنایا جاسکے کہ شادی قوانین کے عین مطابق ہے۔ کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ عدالتوں میں ہونے والی شادیوں میں بھی طلب نہیں کیے جاتے۔ شادیوں کے تمام ریکارڈز کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کی ضرورت ہے۔ شادیوں کا کوئی ڈیٹابیس موجود نہیں ہے۔ آپ نہیں بتاسکتے کہ فلاں مرد یا عورت پہلے سے شادی شدہ، طلاق یافتہ ہے یا نہیں، یا کوئی دیگر صورتِ حال ہے۔ کم سنی کی شادی کے مسئلہ کی بابت حسبِ ذیل تجاویز کی نشاندہی کی جاتی ہے:

1. بین الاقوامی سطح پر کم سنی کی شادی انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھی جاتی ہے اور رضامندی کے پہلو کو دیکھا جاتا ہے جبکہ اس نکاح میں کم سن فرد کی رضامندی کا پہلو نہیں ہوتا۔
2. مختلف تحقیقات کے نتیجے میں ثابت ہوا ہے کہ کم سنی کی شادی سے متعدد بیماریاں، گھریلو تشدد، احساس کمتری اور طلاق کی شرح میں اضافہ جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔
3. اسلامی کانفرنس (او آئی سی) کے خرطوم ڈکلریشن میں طے کردہ امور میں کم سنی کی شادی کی روک تھام جیسے امور شامل ہیں۔
4. اسلامی نظریاتی کونسل نے کم سنی کے نکاح سے متعلق متعدد بار، اس بارے سفارشات کی ہیں، آخری بار 14-2013ء میں سفارش کی کہ کم سنی کے نکاح میں کوئی قباحت نہیں البتہ رخصتی مفاسد سے خالی نہیں ہے، اس پر پابندی لگائی جائے اور خلاف ورزی پر سزا عائد کرنا

ضروری ہے۔

5. کونسل نے مارچ2018ء میں یکساں نکاح نامہ متعارف کروانے کے ضمن میں کہا ہے کہ ایسا نکاح نامہ متعارف کروایا جائے، جس میں شناختی کارڈ کا اندراج لازمی ہو، اس سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ کم سنی کی شادی کی حوصلہ شکنی ہو۔

6. نکاح ایک دیوانی معاہدہ ہے اور تمام دیوانی معاہدات کی طرح اس کی اہلیت ادا کو مدنظر رکھنا ناگزیر ہے۔

7. مکمل اہلیت ادا کے لئے ذہنی وجسمانی بلوغت (پختگی) بنیادی شروط ہیں جن پر توجہ کی ضرورت ہے۔

8. عاقل، بالغ اپنی رضامندی سے آزادانہ شادی کرسکتے ہیں اور ولی کی حیثیت مشیر کی ہے لہذا ولی کے کردار کی تصریح کی ضرورت ہے۔

9. معاصر اسلامی ممالک نے کم سنی کی شادی پر مناسب قانون سازی متعارف کروائی ہے، لہذا پاکستان کو بھی اس پر مؤثر تدوین و تنفیذ کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

[1] The Child Marriage Restraint Act 1929, Section 4-6

[2] The Child Marriage Restraint (Amendment) Act 2013, Province Sindh.

[3] The Child Marriage Restraint Act 1929, Province Punjab.

[4] Ibid. Province KPK & Baluchistan.

[5] اصفہانی، جمال الدین محمد بن مکرم، معجم مفردات القرآن، بیروت: دار صادر، ص526

[6] القرآن، 21:4

[7] زحیلی، وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق: دار الفکر، 1985ء، ج7، ص29

[8] الفتاوی الھندیہ، ،بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2000ء، ج1، ص295

[9] ابو زہرہ، محمد، الاحوال الشخصیۃ، قاہرہ: داالتب العلمیۃ، 1990، ص17

[10] زیدان، عبدالکریم، الوجیز فی اصول الفقہ، بغداد: مؤسسۃ قرطبہ، 1976ء، ص92

[11] القرآن، 6:4

[12] سرخسی، محمد بن احمد، کتاب المبسوط، بیروت: دارالمعرفہ، ج4، ص212

[13] سرخسی، ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل، کتاب المبسوط، ,بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2001ء,، ج5، ص237235

[14] مغنیہ، محمد جواد، الفقہ علی المذاہب الخمسۃ: الجعفری، الحنفی، المالکی، الشافعیہ، الحنبلی، بیروت: دارالعلم للملایین، 1977ء، ص1322

[15] شبلی، محمد مصطفی، احکام الاسرۃ فی الاسلام، بیروت: دارالنہضۃ العربیۃ، 1973ء، ص127

[16] زیلعی، فخرالدین عثمان بن علی، تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مع حاشیۃ الشبلی، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2000ء، ج2، ص 503-504

[17] محمد ابو زہرہ، الولایۃ علی النفس، قاہرہ: معھد الدراسات العربیۃ العالیۃ، 1966ء، ص 179

[18] السید السابق، فقہ السنۃ، مکتبۃ العادۃ، 1982ء، ج 6، ص65

[19] الزیلعی، مرجع سابق، ج2، ص 496495

[20] الازہر فتویٰ نمبر (193) 24/3/2014ء

[21] خرطوم اعلامیہ، آرٹیکل26(اسلامی کانفرنس(او آئی سی)خرطوم اعلامیہ بمقام خرطوم(سوڈان)، مورخہ 2-3/ فروری2009ء

[22] القرآن، 6:4

[23] ایضا، 3:4

[24] ایضا، 19:4

[25] ڈاکٹر محمد شکیل اوج، نسائیات، ص37-46

[26] ڈاکٹر عمران احسن نیازی، اخباری کالم، مؤرخہ 12/ مارچ2014ء

[27] مفتی محمد شفیع، عائلی قوانین پر مختصر تبصرہ، دارالعلوم کراچی، ص45-46

[28] یو این کی رپورٹ برائے نائیجیریا، ص10-11، جنوری2017ء

[29] قانون الأسرۃ، قانون 2009، رقم المادۃ 18

[30] The Personal Status Law of 1959, Section 7-8

[31] Ibid. Section 41

[32] مجموعہ نظرات شورای نگھبان در مورد مصوبات مجلس شورای اسلامی، دورہ ششم، سال دوم، ص653؛ قانون مدنی با آخرین اصلاحات والحاقات ص 135

[33] حقوق مدنی، دکتر میر سید حسن امامی، ج4، ص335 تا 341؛ بررسی فقھی حقوق خانوادہ، دکتر سید مصطفی محقق داماد، ج4، نشر علوم اسلامی، تھران

[34] The Civil Code 1977, Section 70-71

[35] The Child Marriage Restraint Act, 1929, section 2 (a)

[36] ibid. section 4-6

[37] The Dissolution of Muslim Marriage Act, 1939

[38] PLD 1957 Lahore, 651

[39] MLD 2000 Lahore, 1886